حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی دینی وسماجی خدمات

صوفیہ فرناز
فرزانہ جبیں
شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

تلخیص مقالہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اوّل اور صحابیہ اوّل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ ؓ عرب کے مشہور خاندان قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ اسلام کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی دینی وسماجی خدمات بے مثل تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے مراحل میں آپ کی ہمت افزائی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنا مال راہ خدا میں صرف کر کے اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو معاشی مشکلات سے نکلنے میں مدد فراہم کی۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی مشکلات میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنی پچیس سالہ رفاقت میں اسلام کی مخلص اور وفادار رہیں۔

Abstract

Hazrat Khadija (RZ) has the privilege of being the first wife and first sahabiyah of Rasool Allah (Sal Allaho Alaihi Wasalam). She belonged to a famous Arabian family of Quraish. Social and religious services of Hazarat Khadija for Islam are un-parallel. She encouraged Rasool Allah (Sal Allaho Alaihi Wasalam) during his Divine Mission. Moreover, she spent her wealth in the way of Allah which health muslims to cope with initial economic problems in the earlier days of Islam. During her 25 years of companionship with Rasool Allah (Sal Allaho Alaihi Wasalam) Hazrat Khadijah (RZ) remained sincere and loyal to Islam.

حضرت خدیجہ ؓ کو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اول اور صحابیہء اوّل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ عرب کے مشہور خانوادہ، قریش سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ ؓ کا سلسلہ نسب خدیجہ بنت خویلد بن اسعد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ہے اس طرح ان کا سلسلہ نسب قصی پر پہنچ کر رسول اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔[1] نسب کے لحاظ سے آپ نبی ﷺ کی دیگر ازواج کے مقابلے میں آپ ؓ سے زیادہ قریب ہیں اس نسبی رشتہ لحاظ سے آپ ؓ رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں[2] سیرت نگار حضرت نفیسہ بنت مُنیّہ کی[3] حضرت خدیجہ ؓ کی شخصیت کے بارے میں روایت بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں۔

> ''حضرت خدیجہ ؓ ایک تندرست، تنومند، اور شریف پاکباز خاتون تھیں اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ عظیم مرتبہ واعزاز بھی مقدر تھا کہ وہ رسول اللہ کی پہلی شریک حیات بننے والی اور ان کا گھر اسلام

کا اولین گہوارا تھا۔ اپنے زمانے میں حضرت خدیجہؓ نسب کے لحاظ سے سب سے زیادہ امیر اور حسن وجمال کے لحاظ سے سب سے بلند تھیں اپنی پاک دامنی اور پاکبازی کی وجہ سے قریش میں ان کو ''طاہرہ''، یعنی پاکباز کہا جاتا تھا''۔[۴]

حضرت خدیجہؓ عرب کے جس خطے سے تعلق رکھتی تھیں وہ جغرافیائی اعتبار سے لق و دق صحراؤں اور خشک پہاڑی سلسلوں پر مشتمل تھا۔ یہاں کے باشندے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ چرا کر گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ جہاں کہیں پانی دستیاب ہوتا وہاں چھوٹے چھوٹے نخلستان اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی ہو جاتی البتہ اہل مکہ (قریش) تجارت پیشہ تھے۔ مشرق اور مشرق بعید کے ممالک سے درآمد کی ہوئی اجناس گرم مصالحہ اور دیگر مصنوعات بادبانی کشتیوں کے ذریعہ یمن کی بندرگاہوں تک پہنچتیں۔ یہاں کے قریشی تاجران کو خرید لیتے اور اپنے اونٹوں پر لاد کر بحیرہ روم کی بندرگاہوں اور شام کے شہروں تک لے جاتے اور وہاں انہیں فروخت کرتے اور یہاں سے مغربی ممالک سے درآمد اشیاء خرید کر یمن کی بندرگاہوں اور شہروں تک پہنچاتے جو لوگ سرمایہ کی کمی کے باعث تجارت کی سکت نہ رکھتے وہ اپنے اونٹوں کے ذریعہ مال برداری کر کے کافی اجرت کما لیتے، اس طرح اہل مکہ کو فارغ البالی اور خوشحالی کی زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر تھے۔ مکہ مکرمہ کے قریشوں کے تجارتی کاروان موسم گرما میں شام کو جاتے اور موسم سرما میں یمن کا رخ کرتے۔ یہ تجارت کافی وسیع پیمانے پہ ہوتی۔ مکہ کے جو لوگ اس تجارت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور سب سے زیادہ متمول اور مالدار تھے ان میں سرفہرست حضرت خدیجہؓ تھیں۔[۵]

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ حضرت کہ حضرت خدیجہؓ بنت خویلد ایک معزز مالدار اور تجارت پیشہ خاتون تھیں۔ اور بطور مضاربت تاجروں کو سرمایہ دیا کرتی تھیں۔[۶] مصنف ضیاء النبی مضاربت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جب اہل مکہ کا تجارتی قافلہ بیرون ملک جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے تجارتی سامان سے لدے ہوئے اونٹ بھی اس قافلہ کے ہمراہ ہوتے جتنا سامان تجارت اہل قافلہ کا ہوتا اتنا ایک خدیجہؓ کا ہوتا۔ آپ اپنے نمائندوں کو سامان تجارت دے کر روانہ کرتیں جو آپ کی طرف سے کاروبار کرتے اس کی دو صورتیں تھیں۔ یا تو وہ ملازم ہوتے ان کی اجرت یا تنخواہ مقرر ہوتی جو انہیں دی جاتی نفع یا نقصان سے انہیں کوئی سروکار نہ ہوتا، یا نفع میں ان کا کوئی حصہ نصف، تہائی یا چہارم مقرر کر دیا جاتا اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصہ لے لیتے بصورت دیگر نقصان کی ساری ذمہ داری حضرت خدیجہؓ کی ہوتی۔ اس کو شریعت میں ''عقد مضاربہ کہتے ہیں''۔[۷]

رسول اللہ ﷺ بھی اصول مضاربت کے تحت تجارت کرتے تھے (یعنی دوسرے کے سرمائے میں اپنی محنت شامل کر کے) آپ ﷺ قافلوں کے ساتھ شہر کے تاجروں کا مال لے کر دوسری منڈیوں میں جاتے اور مال بیچ کر اپنا حصہ وصول کر

لیتے۔اس کام میں آپ ﷺ کی معاملہ فہمی ،صداقت ،امانت اور دیانت کے باعث اتنی شہرت ملی کہ مکہ میں آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا جانے لگا آپ ﷺ پر اعتماد کر کے کسی کو پشیمانی نہیں ہوتی تھی۔[۸] قریش خود ایک تجارت پیشہ قبیلہ تھا ان کی تجارت اندورن ملک کے علاوہ روم، ایران، اور افریقہ و ہندوستان تک وسیع تھی۔ان کہنہ مشق اور تجربہ کار تاجروں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے محض پچیس سال کی عمر میں ایک دیانتدار اور امانت دار تاجر کی حیثیت سے اپنا مقام بنالیا تھا۔رسول اللہ ﷺ کی معاملہ فہمی سے سیدہ خدیجہؓ بے خبر نہ تھیں۔سیرت نگاروں کے بیان سے یہ تاثر ملتا ہے جیسے خدیجہؓ کوئی اجنبی خاتون ہوں۔حضور ﷺ کی شہرت سن کر آپ ﷺ کو تجارت کے لئے بھیجا ہو۔حالانکہ یہ بات نہیں۔قریش کے مختلف خانوادوں کے درمیاں رشتے ہوتے رہتے تھے اور باہم آمدورفت بھی رہتی تھی۔حضور ﷺ کی پھوپھی صفیہ نبت عبدالمطلب ،حضرت خدیجہؓ کی بھاوج تھیں۔ان کی شادی عوام بن خویلد سے ہوئی تھی۔[۹] گویا رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے درمیان خاندانی مراسم موجود تھے۔چنانچہ آپؓ نے رسول اللہ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں جس قدر حصہ دیتی رہی ہوں آپ ﷺ کو اس سے زیادہ دونگی۔[۱۰]

دوسری روایت ابن سعد نے نفیسہ بنت منیہّ سے نقل کی ہے وہ یہ کہ حضرت ابو طالب کی مالی حالت خوش کن نہ تھی تنگ دستی کا اکثر سامنا رہتا، آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کا تجارتی قافلہ عنقریب شام جانے کی تیاری کر رہا ہے۔آپ نے حضور ﷺ کو اپنے پاس بلایا اور بڑی محبت سے کہا

> ”کہ اے میرے بھتیجے میں ایسا آدمی ہوں جس کے پاس دولت نہیں ہے میرے موجودہ حالات بہت سنگین ہیں قحط سالی نے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے میرے پاس سرمایہ بھی نہیں کہ اسے تجارت میں لگا سکوں، تیری قوم کا تجارتی کاررواں اب شام جانے والا ہے اور خدیجہؓ کئی لوگوں کو اجرت دے کر بھیج رہی ہیں کہ وہ اس کا مال لے جائیں اور تجارت کریں۔اگر آپ ﷺ ان کے پاس جا کر اپنی خدمات پیش کریں تو یقیناً وہ آپ ﷺ کو دوسروں پر ترجیح دینگی کیونکہ وہ آپ کے خصائل حمیدہ سے خوب واقف ہیں“[۱۱]

حضور ﷺ کی غیرت نے کسی کے پاس طالب اور سائل بن کر جانا گوارا نہ کیا اور اپنے شفیق چچا کو جواب دیا کہ ”شاید وہ خود ہی مجھے اس سلسلہ میں بلا بھیجیں“۔حضرت ابو طالب نے کہا! ”مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اور کو مقرر کر دینگی پھر آپ ایک ایسی چیز کو طلب کرینگے جو پیٹھ پھیر چکی ہوگی“۔حضور ﷺ نے جواب میں خاموشی اختیار کر لی۔[۱۲] حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے

محاسن اخلاق، آپ ﷺ کی امانت، دیانت اور پاکبازی کی شہرت سن رکھی تھی لہذا جب انہیں چچا بھتیجے کی اس گفتگو کا علم ہوا تو فوراً پیغام بھیج کر بلایا اور کہا کہ "میں یہ ذمہ داری اس لئے آپ کے سپرد کرنے لگی ہوں کہ میں نے آپ ﷺ کے خلق کریم کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے اگر آپ ﷺ پیشکش قبول فرمالیں تو جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا آپ کو دونگی"۔ حضور ﷺ نے اس کا ذکر اپنے مہربان چچا سے کیا تو انہوں نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا "یہ رزق اللہ نے اپنی بارگاہ سے آپ کے لئے بھیجا ہے"۔ [۱۳]

غرض یہ کہ حضرت خدیجہؓ سے حضور ﷺ کا تجارتی معاملہ طے ہوگیا اور انہوں نے اپنے غلام میسرہ کو آپ ﷺ کے ساتھ اس تجارتی سفر پر شام بھیج دیا۔ راستے میں میسرہ نے حضور کے اخلاق، عادات اور خصائل کی وہ خوبیاں دیکھیں جن سے وہ آپ ﷺ کا گرویدہ ہوگیا۔ واپس آکر اس نے حضرت خدیجہؓ کو تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اس نے آپ کو کیسا پایا۔[۱۴] تجارت میں بھی حضور ﷺ نہایت کامیاب رہے۔ آپ ﷺ خدیجہؓ کے پاس مکہ آئے اور ان کے مال تجارت کا دگنا منافع دیا [۱۵] آنحضرت ﷺ کے لئے خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو معاوضہ طے کیا تھا اس کو بھی دگنا کر دیا (یعنی چار کے بجائے آٹھ اونٹ کر دیئے) [۱۶]
حضرت خدیجہؓ نے جلد ہی اپنے تجارتی نمائندے سے پرتپاک الفت پیدا کرلی۔ وہ اکثر انہیں اپنے گھر پر بلاتیں تاکہ تجارتی معاملات کو زیر بحث لایا جاسکے۔ وہ انہیں موسمی پھلوں اور دوسری چیزوں کے زیادہ سے زیادہ تحائف بھیجتیں۔ [۱۷]

مولانا شبلی نعمانی کے مطابق سفر شام سے واپس آنے کے تقریباً تین مہینہ بعد حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا ان کے والد کا انتقال ہو چکا تھا لیکن ان کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں۔ اس میں بالغہ اور نابالغہ کی قید نہ تھی۔ حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے ہوئے خود براہ راست تمام مراتب طے کئے [۱۸] ابن سعد، نفیسہ نبت منیہؓ سے روایت کرتے کہ خدیجہؓ کے تجارتی قافلے میں محمد ﷺ جب شام سے واپس آئے تو چپکے سے خدیجہؓ نے مجھے ان کے پاس بھیجا۔ میں نے کہا اے محمد! آپ کو نکاح سے کون سا معاملہ روکتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرے ہاتھ میں وہ سامان نہیں ہے جس سے نکاح کرسکوں میں نے عرض کیا اگر سامان ہو جائے اور آپ کو حسن جمال وزر، مال وشرف میں برابری کی جانب دعوت دی جائے تو کیا آپ ﷺ قبول فرمائینگے؟ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کون ہے میں نے کہا خدیجہؓ، فرمایا وہ میرے لیےء کیسے ممکن ہے! میں نے کہا یہ میرا ذمہ ہے۔ فرمایا تو کروں گا۔ [۱۹]

ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت خدیجہؓ نے براہ راست خود رسول اللہ کی طرف شادی کا پیغام ارسال کیا، آپؓ نے فرمایا! اے ابن عم آپ ﷺ کے ساتھ رشتہ داری، وجاہت صداقت، امانت اور خوش اخلاقی کے باعث نکاح کی خواہش مند

ہوں۔[۲۰] مورخیں بیان کرتے ہیں کہ خدیجہؓ کے حسین وامیر ہونے کی وجہ سے مکہ کے کئی باا ثر اور صاحب حیثیت افراد نے ان سے شادی کی پیشکش کی تھی۔مگر خدیجہؓ نے سب کوانکار کیا۔[۲۱] چنانچہ رسول اللہ کی رضامندی کے بعد سیدہ خدیجہؓ نے انہیں پیغام بھیجا کہ فلاں دن آئیں اور اپنے چچا عمرو بن اسد کو بھی بلایا کہ وہ آ کر نکاح کر دیں۔[۲۲] تاریخ معین پر رسول اللہ اپنے چچاؤں اور روسائے خاندان کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لائے جہاں عقد نکاح واقع ہوا۔[۲۳] جناب ابو طالب نے ایک بلیغ خطبہ نکاح پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

> ''حمد وثناء اس خدائے برتر کی جس نے ہمیں حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت اسمٰعیل کی نسل سے گردانا اور ہمیں معد ومضر کی اصل سے پیدا کیا اور اپنے گھر کا محافظ و پیشوا بنایا اور ہمارے گھر کو ہمارے لئے فروانی بخشی کہ اطراف و جوانب سے لوگ اس کی زیارت کے لئے آئیں اور ہمیں توفیق مرحمت فرمائی کہ جو اس کے گھر کی طرف آئے وہ امان میں رہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا! اما بعد یقیناً میرا بھتیجا یعنی محمدﷺ بن عبداللہ ایسا جوان ہے کہ کوئی قریشی مرد اس کے ہم پلہ نہیں ہے یہ سب پر بھاری ہے اگر چہ مال میں کم ہے؟ لیکن مال ڈھلتی چھاؤں ہے اور یہی ایک بات حائل ہے باوجود اس کے محمدﷺ وہ ہستی مقدس ہے جسے تم جیسے خویش واقربا خوب جانتے اور پہچانتے ہیں۔[۲۴] ان کا مقام یہ ہے کہ بہت جلد آنے والے زمانے میں ایک عظیم خوشخبری اور زبردست خوش بختی ان کی راہ دیکھ رہی ہے۔انہوں نے بہ رضا ورغبت آپ کی پاکباز خاتون خدیجہؓ سے اپنا رشتہ دیا ہے اور ان کے معجّل اور مؤجل (یعنی اس وقت اور آئندہ) مہر میں بارہ اوقیہ اور ایک نش خرچ کر رہے ہیں''۔[۲۵]

روضۃ الدحباب میں منقول ہے کہ اس خوشی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ نے اپنی باندیوں کی حکم دیا کہ دف بجا کر رقص و مسرت کا اظہار کریں اور حضورﷺ سے عرض کیا کہ اپنے چچا سے فرمائیں کہ ان اونٹوں میں ایک ذبح کر کے لوگوں کو کھلائیں اسی روز زفاف واقع ہوا۔رسول اللہ اس شادی سے بہت خوش ہوئے ابو طالب نے بھی بڑی مسرت کا اظہار کیا اور کہا ''سب خوبیاں اس ذات کے لیے جس نے ہم سے مصیبتیں دور فرمائیں اور ہم سے غموں کو اٹھایا''۔[۲۶] حضرت خدیجہؓ کے چچا نے بھی اپنی خوشی کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ ''یہ وہ نکاح ہے کہ اس کی ناک نہیں ٹکرائی جاسکتی''۔(یعنی اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی وحرف گیری ممکن نہیں۔[۲۷] دونوں میاں بیوی نے شادی کی پہلی رات ابو طالب کے گھر پر گزاری۔پھر خدیجہؓ اپنے شوہر محمدؐ کے ہمراہ اپنے گھر تشریف لے گئیں۔[۲۸] اس امر پر تمام مؤرخین متفق ہیں کہ شادی کے وقت رسول اللہ کی عمر ۲۵ برس تھی مگر جہاں تک حضرت

خدیجہؓ کا تعلق ہے اس ضمن میں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی جبکہ متعدد مؤرخین ایسے ہیں کہ جن کا کہنا ہے کہ اس وقت خدیجہؓ کی عمر ۲۸ سال تھی۔ [۲۹] ان مؤرخین کی تحقیق وتوثیق اس حیاتیاتی حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ سرور کائنات کے گھر میں حضرت خدیجہؓ کے بطن سے سات بچے پیدا ہوئے جن میں تین بیٹے قاسم، طاہر، اور طیب [۳۰] جبکہ چار بیٹیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھیں۔ [۳۱] حضرت خدیجہ سے شادی کے بعد رسول اللہ کی مفلسی کا دور ختم ہو گیا اور حضرت خدیجہ کی تجارت کو بھی ترقی حاصل ہوئی۔ پہلے وہ دوسروں کے ذریعہ تجارت کرتی تھیں جس میں ان کو کم فائدہ ملتا تھا۔ کیونکہ دوسرے لوگ جس اخلاقی حالت میں مبتلا تھے اس میں یہ امر کم متوقع ہو سکتا تھا کہ وہ غیر کے مال میں پوری دیانت داری اور خیر خواہی سے کام لینگے، مگر جب ان کی تجارت رسول اللہ جیسے صادق اور امین شخص کے ہاتھ مین آئی جو فطری خیر خواہی کے ساتھ شوہر ہونے کے باعث بھی اپنی اہلیہ کے حق میں کمال درجے کے خیر خواہ تھے تو آپ ﷺ کی تجارت چمک اٹھی [۳۲] اور اللہ کا یہ ارشاد پورا ہوا ''اور اللہ نے آپ کو غریب پایا اور پھر غنی کر دیا''[۳۳]

یہ ایک قدرتی بات تھی کہ محمد ﷺ تجارت کر کے اپنی زوجہ کے مال و دولت میں اضافے کا سبب بنے۔ مورخین کے مطابق جب بھی کسی مستحق اور ضرورت مند کا رسول اللہ ﷺ کو علم ہوتا تو وہ انہیں امداد کی غرض سے خصرت خدیجہؓ کے پاس بھیجتے اور خدیجہؓ ہمیشہ دل کھول کر مستحقین کی مدد فرماتیں۔ ایک قحط کے دوران محمد ﷺ نے اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ کی اسی طرح مدد فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ یتیموں، بیوؤں اور بے سہارا مسافروں کی بھی محمد ﷺ اپنی زوجہ کے ذریعہ مدد فرماتے [۳۴] ابن سعد بیاں کرتے ہیں، خدیجہؓ، زید بن حارثہ (غلام) کی مالک ہوئیں۔ جن کو خدیجہؓ کے لئے حکیم بن حزام بن خویلد [۳۵] نے بازار عکاظ میں چار سو درہم میں خریدا تھا۔ رسول اللہ نے خدیجہؓ سے سوال کیا کہ وہ زید بن حارثہ کو آپ ﷺ کو ہبہ [۳۶] کر دیں۔ یہ واقعہ نکاح کے بعد ہوا۔ خدیجہؓ نے انہی (زید بن حارثہ) آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا اور ان کی بیوی برکہ کو بھی آزاد کر دیا۔ [۳۷]

از دواجی زندگی کے آغاز سے نبوت کی ابتدا تک پندرہ سال کا عرصہ کیسا گزرا اور اس عرصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسا برتاؤ رکھا؟ حضرت خدیجہؓ اس بارے میں بتاتی ہیں۔ درحقیقت جب خدائی مشن کی پہلی وحی نازل ہوئی تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خوفزدہ ہوئے اور ڈر رہے تھے کہ مبادا کہیں یہ شیطان کی طرف سے ترغیب و لالچ ہو، جس سے آپ ﷺ سخت نفرت کرتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے کہا گھبرایئے مت، رب کریم کبھی آپ ﷺ کو غلط راستے پر نہیں ڈالیں گے۔ رب تعالیٰ صرف اور صرف آپ ﷺ کی بہتری ہی کرینگے کیونکہ آپ ﷺ اپنے ہمسایوں کی مدد کرتے ہیں، دوسروں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں، یتیموں کو پناہ و سہارا دیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، دھوکہ بازی سے

امانتوں پر قابض نہیں ہوتے،ان کی مدد کرتے ہیں جو مفلس ہیں،ضرورت مندوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں،اپنے اہل خانہ کی معاونت واعانت کرتے ہیں،اپنی روزی ایمانداری سے کماتے ہیں،اور یہ کہ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ اخلاق ومروت سے پیش آتے ہیں۔ [۳۸]

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے صرف محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور سب سے پہلے سرکار دوعالم پر ایمان لائیں بلکہ آغاز اسلام میں آپ کی بڑی معین ومددگار بھی تھیں۔سرور کائنات ﷺ کو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے۔اس میں بڑی حد تک حضرت خدیجہؓ کا اثر کام کررہا تھا۔کیونکہ ایک متمول گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سیدہ کا مکہ میں بہت اثر تھا۔راوی کہتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ ہوتا وہ سیدہ خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہوجاتا تھا وہ ایسی باتیں کرتیں جن سے آپؐ کے دل سے حزن وملال دور ہوجاتا تھا اور سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ ہی تھیں''۔ [۳۹] ابن اسحٰق کہتے ہیں عبیداللہ بن حعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دوں جس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی''۔ [۴۰]

حضرت خدیجہؓ رسول اللہ کی وہ عدیم النظیر رفیقہ حیات تھیں جس نے اپنی پچیس سالہ ازدواجی زندگی کا ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت وآرام کے لیے وقف کررکھا تھا۔جب بھی سرکاردوعالمؐ پر کوئی کٹھن وقت آتا یہ خاتون بڑی عالی حوصلگی سے آگے بڑھتیں اور اپنی فراست سے حضورؐ کا سہارا بنتیں۔ [۴۱] وہ اسلام سے متعلق رسول اللہ کی سچی مددگار تھیں،رسول اللہ ﷺ اپنی ہر ایک بات ان سے بیان فرماتے تھے۔ [۴۲] اللہ تعالی نے بھی اپنے محبوب نبیؐ کو وفا شعار،خدمت گذار زوجہ محترمہ کی پرخلوص خدمات کو شرف قبولیت سے نوازا۔اس سلسلہ میں امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں،''ایک روز حضرت جبرئیلؑ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یوں عرض کی کہ یارسول اللہ یہ خدیجہؓ ہیں جو ایک برتن لے کر ابھی حاضر ہوا چاہتی ہیں۔اس برتن میں سالن ہے،جب وہ حاضر خدمت ہوں تو ان کو ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچایئے اور انہیں یہ خوشخبری سنایئے کہ اللہ تعالی نے موتیوں سے بنا ہوا ایک محل جنت میں ان کو عطا فرمایا ہے جس میں نہ کسی قسم کا شور ہوگا اور نہ پریشانی۔'' صحیح بخاری [۴۳]

محمد الغزالی فرماتے ہیں،''وہ عورتیں جو عظیم لوگوں کو زندگیوں کو کامیاب بنانے والی ہوتی ہیں،ان کے لیے حضرت خدیجہؓ کی زندگی ایک مثالی زندگی ہے۔انبیاء اور رسولوں کے دل بڑے حساس ہوتے ہیں۔وہ جس قوم کی تقدیر بدلنے کے لیے جستجو کرتے ہیں اس قوم کی طرف سے انہیں بڑی زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے انہیں بھلائی کے راستے میں بڑی جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔اس لیے انہیں دوسروں کی نسبت ایسی شریک حیات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے جو ان کی

نجی زندگی کو محبت والفت اور اتفاق و یگانگت سے معمور کردے۔ حضرت خدیجہؓ میں یہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ اسی لیے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نہایت عمدہ اور گہرے اثرات مرتب کیے۔[۴۴] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت خدیجہؓ کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کردیا۔ نبوت کے دسویں سال حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا۔[۴۵] اس پورے عرصہ میں آپؐ نے دوسری شادی کا سوچا تک نہیں۔[۴۶] ایسی وفا شعار اور خدمت گذار، زیرک اور دانا، عالی ظرف اور بلند نگاہ، رفیقہ حیات کا اس وقت داغ مفارقت دے جانا کہ دعوت توحید بڑے نازک مرحلوں سے گذر رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتنا تکلیف دہ اور باعث رنج وغم ہوا ہوگا۔ زوجہ محترمہ کی وفات سے پینتیس دن قبل ہی رسول اللہ کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوا تھا جو دعوت اسلام میں آپ کے مضبوط معاون تھے۔ ان دونوں روح فرسا حادثات کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو ''عام الحزن'' کا نام سے موسوم فرمایا۔[۴۷]

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ ان کا ذکر خیر بڑی محبت اور پیار سے فرماتے تھے حتی کہ آپ کی سہیلیوں سے بھی بڑی شفقت کا برتاؤ کرتے اور ہر موقع پر ان کا خیال رکھتے تھے۔ رسول اللہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی بکری ذبح فرماتے تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو ضرور بھجواتے۔[۴۸]

امام احمد، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ جب خدیجہؓ کا تذکرہ آتا تو رسول اللہ ﷺ ان کے حسن سلوک کی خوب تعریف کرتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ایک دن مجھے غیرت آ گئی تو میں نے کہا، آپ کس قدر ایک بوڑھی سرخ مسوڑوں والی عورت کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے عوض ایک بہتر بیوی عطا فرمادی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے بہتر عورت مجھے اللہ نے عطا نہیں کی۔ جب لوگوں نے میری نبوت کا انکار کیا تو اس نے بصدق دل اقرار کیا، جب لوگوں نے میری تکذیب وتردید کی تو اس نے دل کھول کر میری تصدیق وتائید کی، جب لوگوں نے مالی تعاون سے ہاتھ کھینچا تو اس نے مجھ پر اپنا مال ودولت نچھاور کردیا۔ دیگر بیوی سے اللہ نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا۔[۴۹] اور خدیجہؓ سے اولاد کی نعمت سے نوازا''۔[۵۰]

حضرت خدیجہؓ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے صلہ میں یہ فضیلت عطا فرمائی کہ انہیں جنت کی عورتوں میں سے افضل قرار دیا۔ چنانچہ مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں، ''رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خط رقم فرمائے۔ پھر صحابہ سے فرمایا، تم جانتے ہو کہ یہ خط کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، 'جنت کی عورتوں میں سب سے افضل یہ چار عورتیں ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران، اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہء فرعون)'۔[۵۱]

مختصر یہ کہ اسلام کے لیے حضرت خدیجہؓ کی خدمات بے مثل تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ کی بعثت کے مراحل میں آپ کو دلاسہ دینے، آپ کی تصدیق کرنے اور تبلیغ کے کام میں آپ کی ہمت افزائی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنا مال راہ خدا میں صرف کر کے نبیؐ کو معاشی پریشانیوں سے نجات دلا دی۔ رسول اللہ کی دعوتی مشکلات میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا اور اپنی پچیس سالہ رفاقت میں اسلام کی مخلص اور وفادار رہیں۔

حوالہ جات

۱۔ حلبی، ابن برہان الدین، سیرۃ حلبیہ: ترجمہ، محمد اسلم قاسمی، (۱۹۹۹ء)، کراچی، دارالاشاعت، جلد اوّل، ص ۴۳۳

۲۔ نعمانی، مولانا شبلی، سیرۃ النبی، (س ن)، کراچی، محمد سعید اینڈ سنز، جلد اوّل، ص ۱۸۷

۳۔ نفیسہ بنت منیّہ، حضرت خدیجہ کی سہیلی تھیں،

۴۔ سیرت حلبیہ

۵۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاءً النبی، (۱۴۲۰ء)، لاہور، ضیاء القران پبلیکیشنز۔ جلد اول؛ ص ۱۲۶۔۱۲۷

۶۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، پیغمبر اسلام: مترجم، خالد پرویز، (۲۰۰۵ء)، لاہور بیکن بکس۔ ص ۷۳

۷۔ ضیا النبیؐ ص ۱۲۷

۸۔ خالد مسعود، حیات رسول امیّ، (۲۰۰۳ء)، لاہور، دادالتذکیر، ص ۸۵۔۸۶

۹۔ ایضاً ۸۷

۱۰۔ طبری، علامہ ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم و ملوک: ترجمہ سید محمد ابراہیم اے ندوی، (۲۰۰۳ء)، کراچی، دارالاشاعت، جلد دوم، ص ۷۲

۱۱۔ محمد بن سعد، علامہ ابوعبداللہ، طبقات ابن سعد؛ مترجم علامہ عبداللہ عبادی، (۲۰۰۳ء)، کراچی، دارالاشاعت، جلد اول ، ص ۱۴۲

۱۲۔ ضیا النبیٰ، ص ۱۲۸

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ جب میسرہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شام آیا اور دونوں ایک راہب (نسطورا) کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے۔ اس راہب نے میسرہ سے پوچھا یہ شخص کون ہے جو اس درخت کے نیچے ہے۔ میسرہ نے کہا یہ قبیلہ قریش کے ایک شخص ہیں اور اہل حرم ہیں۔ راہب نے کہا اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں بیٹھتا۔ بحوالہ ابن ہشام جلد اوّل ص ۱۲۱

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ شام سے مکہ واپس لوٹے وہ دوپہر اور سخت گرمی کا وقت تھا میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ ﷺ اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آکر آپ ﷺ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں بحوالہ تاریخ طبری، جلد دوم ص ۲۷

۱۵۔ تاریخ الامم وملوک، جلد دوم ص ۲۷

۱۶۔ طبقات ابن سعد، جلد اول، ص ۱۴۴

۱۷۔ پیغمبر اسلام، ص ۴۷

۱۸۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ص ۱۸۸

۱۹۔ طبقات ابن سعد، ص ۱۴۴

۲۰۔ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء، البدایۃ والنھایۃ، (۲۰۰۸ء)، ترجمہ، مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل، کراچی، دارالاشاعت، جلد اوّل ص ۴۸۷

۲۱۔ حمید اللہ ڈاکٹر محمد، محمد رسول اللہ: ترجمہ، خالد پرویز، (۲۰۱۱ء)، لاہور بیکن بکس، ص ۲۰

رسول اللہ سے قبل حضرت خدیجہؓ کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ابن حبیب بغدادی لکھتے ہیں، خدیجہؓ بنت خویلد نے ابو ہالہ یعنی ہند بن نباش اسیدی سے نکاح کیا ان سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ ان کے بعد عتیق بن عابد مخزوی سے نکاح کیا ان کے صلب سے ایک لڑکی ہند نامی پیدا ہوئی، بعد ازاں رسول اللہ سے نکاح کیا۔ بحوالہ کتاب المحبّر ص ۳۰۵

۲۲۔ طبقات ابن سعد، ص ۱۴۴

۲۳۔ محدث دھلوی، شیخ عبدالحق، مدارج النبوت: ترجمہ، غلام معین الدین نعیمی، (۲۰۰۸ء)، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، جلد اوّل، ص ۵۰

۲۴۔ ایضاً

۲۵۔ سیرت حلبیہ،ص۴۳۹

ایک نش بیس درھم کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا (یعنی ایک نش آدھے اوقیہ کو کہتے ہیں کل ہر ساڑھے چار اوقیہ ہوا) اوقیہ اور نش دونوں سونے کے ہوا کرتے تھے۔اس طرح کل مہر پانچ سو درہم شرعی ہوا۔مہر سے متعلق ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔کہ آپ ﷺ نے بیس جوان اونٹنیاں مہر میں دیں۔ان دونوں روایتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس زمانے میں بیس شتر کی قیمت پانچ سو درہم یا چار سو مشقال طلائی ہوگی۔بحوالہ سیرت حلبیہ

۲۶۔ مدارج النبوت ص۵۱

۲۷۔ طبقات ابن سعد ص۱۴۴

۲۸۔ محمد رسول اللہ۔ص۲۰

۲۹ بغدادی، محمد ابن حبیب، کتاب المحبرّ ؛ ترجمہ ڈاکٹر حمید اللہ، (۲۰۱۱ء)، کراچی، قرطاس، ص۸۰

۳۰۔ ابن سعد کے مطابق حضرت خدیجہؓ سے رسول اللہ کے دو بیٹے تھے۔ایک قاسم جن کی نسبت سے رسول اللہ کی کنیت ابوالقاسم تھی دوسرے عبداللہ جن کا لقب طیب اور طاہر تھا۔دونوں عہد طفولیت میں ہی وفات پا گئے تھے۔بحوالہ طبقات ابن سعد ص۱۴۶

۳۱۔ محمد رسول اللہ،ص۲۱

۳۲۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم، (۱۹۹۹ء)، لاہور، ادارہ ترجمان القران، جلد اول، ص۱۱۷۔۱۱۸

۳۳۔ الضحیٰ۔آیت نمبر۹

۳۴۔ محمد رسول اللہ۔ص۲۱

یہ بات اس حقیقت کا پتہ دیتی ہے کہ عرب میں خواتین کو اپنے مال پر مکمل اختیار حاصل تھا بلکہ ان کے شوہر بھی اپنی بیویوں کی مرضی کے بغیر ان کے مال و دولت میں سے خرچ نہیں کر سکتے تھے۔بحوالہ پیغمبر اسلام ص۷۹

۳۵۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے۔

۳۶۔ بخشش۔

۳۷۔ طبقات ابن سعد ۵۴۶

۳۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل۔(س ن) بخاری شریف: ترجمہ، علامہ وحید الزمان، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، جلد اول ،ص ۱۰۸۔۱۰۹

ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ دین حق کی تلاش میں عیسائیت قبول کر لی تھی۔آپ عربی زبان کے ماہر اور انجیل کے بڑے عالم تھے، رسول اللہ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو حضرت خدیجہؓ، رسول اللہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ رسول اللہ نے جو دیکھا تھا وہ ان سے بیاں کر دیا۔تب ورقہ کہتے تھے یہ تو وہ (اللہ کا) راز دار فرشتہ ہے جس کو اللہ نے حضرت موسیٰ پر اُتارا تھا۔کاش میں اس وقت (تیری پیغمبری کے زمانے میں) میں جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تمہیں قوم تمہاری (اپنے شہر سے) نکال باہر کرے گی۔

بحوالہ ایضاً

۳۹۔ ابن ھشام، ابومحمد عبدالملک، سیرت النبی ابن ھشام، ترجمہ؛سید یسٰین علی حسنی نظامی، (۱۹۹۴ء)، لاہور، ادارہ اسلامیات، جلد اوّل،ص ۱۶۰

۴۰۔ البداية والنهاية؛ص ۵۹

۴۱۔ ضیاء البنی ص ۴۲۷

۴۲۔ ابن ہشام ص ۲۷۷

۴۳۔ حنبل، امام احمد، مسند امام احمد بن حنبل، ترجمہ مولانا محمد ظفر اقبال، (س ن)، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، جلد چہارم، ص ۱۲

۴۴۔ صلابی، علی محمد، سیرۃ النبی: ترجمہ مولانا محمد یونس بٹ، (۱۴۳۴ھ)، دار السلام، جلد اوّل، ص ۱۶۶

۴۵۔ وفات کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر بعض مورخین کے مطابق ۵۰ سال اور بعض کے نزدیک ۶۵ سال تھی۔مقام حجون میں دفن کی گئیں۔آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے۔اس وقت تک نماز جنازہ شروع نہیں ہوئی تھی۔بحوالہ سیرت النبی، شبلی نعمانی، ص ۲۵۰

۴۶۔ حیات رسول اُمّی ص ۲۲۲

۴۷۔ ضیاء النبی ص ۴۲۹۔۳۰

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ اس وقت تک حضرت ماریہ قبطیہؓ، رسول اللہ کے نکاح میں نہیں آئی تھیں۔ جن کے بطن سے رسول اللہ کا ایک بیٹا ابراہیم پیدا ہوئے جو کم سنی میں وفات پا گئے۔

۵۰۔ البدایۃ والنھایۃ۔ جلد۲ص۱۶۶

ابن اکثیر نے، ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، مرد تو باکمال بہت ہیں۔ لیکن خواتین میں سے باکمال صرف تین ہیں، حضرت مریم نبت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون، حضرت خدیجہؓ بنت خویلد، اور عائشہ کی عورتوں پر برتری اور فضلیت ایسی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔ بحوالہ البدایۃ والنھایۃ؛ ص۱۶۷

۵۲۔ مسند احمد، جلد۱، ص۱۲۹۳

ڈاکٹر صوفیہ فرناز بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ جبیں بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔